Al-Marjān Research Journal
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

A Critical Analysis of the Narrations on the Incident of Al-Gharaniq Al-Ula

واقعہ غرانیق العلی کی روایات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Authors Details

1. Ahsan Mahmood (Corresponding Author)
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan. Ahsanmahmood@fmdc.edu.pk

2. Dr. Muhammad Sajjad
Associate Professor, Department of Interfaith Studies, Faculty of Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University Islamabad, Pakistan.

Citation

Mahmood, Ahsan and Dr. Muhammad Sajjad "A Critical Analysis of the Narrations on the Incident of Al-Gharaniq Al-Ula."Al-Marjān Research Journal, 3, no.1, Jan-Mar (2025): 87− 98.

Submission Timeline

Received: Dec 05, 2024
Revised: Dec 19, 2024
Accepted: Dec 29, 2024
Published Online: Jan 08, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

A Critical Analysis of the Narrations on the Incident of Al-Gharaniq Al-Ula

واقعہ غرانیق العلیٰ کی روایات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

☆ احسن محمود ☆ ڈاکٹر محمد سجاد

Abstract

The life of the Prophet Muhammad (ﷺ) is full with incidents that reflect the challenges and triumphs of his prophetic mission. Among these, a controversial event known as the Incident of Al-Gharaniq (Waqiya e Gharaneeq-ula) has been the subject of extensive debate among scholars. This article undertakes a critical analysis of the narrations surrounding this incident, which alleges that during the recitation of Surah An-Najm, the Prophet (ﷺ) praised the idols of the polytheists, leading them to prostrate with him. The study examines the chains of transmission (isnad) of these narrations, highlighting discrepancies and weaknesses of these chains of narratrions according to the sciences of hadith. The views of renowned muhaddithin (hadith scholars) and prominent Islamic scholars from across the ummah are discussed to determine the authenticity and implications of these reports. Furthermore, the article delves into the true cause of the polytheists' prostration. Was it due to the alleged "Gharaniq" incident, or was it a response to the overwhelming majesty and power of the verses of Surah An-Najm? By critically analyzing the narrations and synthesizing scholarly opinions, this research aims to clarify the historical and theological dimensions of the incident. The findings underscore the importance of distinguishing authentic reports from fabrications, reaffirming the integrity of the prophetic mission and the divine message it conveyed.

Keywords: Gharaneeq, Gharaneeq-ula, Seerat, Hadees, Fabricated Narrations, Muhaddithin

تعارف موضوع

واقعہ غرانیق کا شمار ان متنازعہ اور پیچیدہ واقعات میں ہوتا ہے جو اسلامی تاریخ میں مختلف زاویوں سے زیر بحث رہے ہیں۔ یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ کی نبوی زندگی کے ان ابتدائی ایام سے منسلک ہے جب مشرکینِ مکہ آپ کی دعوت سے مخالفت پر اتر آئے تھے۔ اس واقعے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے سورہ النجم کی تلاوت کے دوران بعض الفاظ ادا کیے جو مشرکین کے بتوں کی تعریف پر مشتمل تھے۔ اس پر مشرکین نے خوشی کا اظہار کیا اور مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کیا۔ اس واقعے کی روایات میں اختلاف اور تضاد پایا جاتا ہے، اور علماءِ کرام نے اس کے حوالے سے مختلف آراء پیش کی ہیں۔ یہ مضمون واقعہ غرانیق کی روایات کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے، ان کی اسناد کا جائزہ لیتا ہے، اور علماءِ اسلام کے مؤقف کی روشنی میں اس کی تاریخی اور دینی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ بین المذاہب مطالعات، فیکلٹی آف عربی واسلامیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔

مبحث اول: واقعہ غرانیق؛ تاریخی پس منظر

غرانیق علا کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ ۵ نبوی میں جب قریش کے مظالم سے تنگ آکر مسلمانوں کی ایک جماعت حبشہ ہجرت کر گئی تو ایک دفعہ نبی ﷺ سورۃ النجم کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب آپ 'افرایتم اللات والعزی، ومناۃ الثالثة الأخری '، تک پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلوادیئے "فانہن الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی "اس پر سارے مشرکین خوش ہو گئے اور کہا کہ چلو آج ہمارا اور مسلمانوں کا اختلاف ختم ہو گیا ہے۔ کیونکہ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہماری یہ دیویاں اللہ کے حضور ہماری شفاعت کریں گی ہم انھیں یہی درجہ دیتے ہیں۔ اصل خدا کا درجہ نہیں دیتے، اب محمد ﷺ نے بھی اُس کا اعتراف کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب آخر میں سجدہ کیا تو تمام مسلمانوں کے ساتھ سارے مشرکین بھی سجدہ میں گر پڑے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ سے وہ سورۃ مبارکہ پڑھنے کو کہا۔ آپ ﷺ نے اسی طرح تلاوت فرمائی حضرت جبرئیل نے کہا کہ میں تو اس طرح وحی نہیں لایا تھا۔ یعنی غرافیق علا کا حصہ اس میں شامل نہیں تھا۔

1. واقعہ غرانیق اور سورۃ الحج کی آیات کا تعلق

اس پر آپ ﷺ بہت زیادہ مغموم ہوئے پھر آپ کی تسلی کے لیے سورہ حج کی یہ آیت " وما ارسلنا من قبلك..... من رسول ولا نبي الخ---اتری۔ اکثر مفسرین نے اس واقعہ کا تذکرہ سورۃ الحج کی درجہ ذیل آیت کی تفسیر میں ہی ذکر کیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمَا أَرْسَلْنَا من قَبْلِكَ من رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ"[1]

”اور ہم نے تجھ سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا اور نہ کوئی نبی مگر جب اس نے کوئی تَمَنَّىٰ کی شیطان نے اس کی تَمَنَّىٰ میں (خلل) ڈالا تو اللہ، جو شیطان ڈالتا ہے، مٹا دیتا ہے، پھر اللہ اپنی آیات کو پختہ کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔ تاکہ وہ اس (خلل) کو جو شیطان ڈالتا ہے، ان لوگوں کے لیے آزمائش بنائے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور بے شک ظالم لوگ یقیناً دور کی مخالفت میں ہیں۔“

2. "تَمَنَّىٰ" اور "أُمْنِيَّتِهِ" کے مختلف معانی

مذکورہ آیات میں " تَمَنَّىٰ" اور " أُمْنِيَّتِهِ" کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں۔ اس کا ایک معنیٰ 'تلاوت' کرنا اور دوسرا آرزو کرنا ہے۔

i. **آرزو کے معنی میں تشریح:** اگر " تَمَنَّىٰ" اور " أُمْنِيَّتِهِ "کو آرزو کے معنی میں لیا جائے تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ شیطان نے نبی کریم ﷺ کی آرزو کے پورا ہونے میں خلل ڈالا مگر اللہ تعالیٰ نے شیطان کی خلل اندازیوں کے باوجود آپ ﷺ کی تمنا کو پورا کیا یعنی دین حق کی دعوت لوگوں تک پہنچ کر رہی۔

ii. **تلاوت کے معنی میں تشریح:** اگر " تَمَنَّىٰ" اور " أُمْنِيَّتِهِ " سے تلاوت کے معنی مراد لیا جائے تو اس کا معنی یہ ہے کہ شیطان مختلف طرح کے اعتراضات لوگوں کے دلوں میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ لوگوں کے ڈالے ہوئے شبہات کو ختم کر دیتا ہے۔ اس جگہ اس کے راجح معنی تلاوت کرنے کے ہیں۔

[1] Hajj, 22:54

3. جمہور مفسرین اور محدثین کی رائے

i. **جمہور مفسرین کے نزدیک راجح معنی:** جمہور مفسرین اور محققین کے نزدیک یہی معنی اس جگہ مراد ہیں۔

ii. **حافظ ابن کثیرؒ اور علامہ ابن القیمؒ کی توضیحات:** حافظ ابن کثیرؒ نے اکثر مفسرین کی طرف اسے منسوب کیا ہے۔ علامہ ابن القیمؒ کے نزدیک جمہور سلف صالحین نے یہی معنی مراد لیے ہیں۔

iii. **امام قرطبیؒ کی تشریح:** قرطبی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سلیمان بن حرب کہتے ہیں کہ اس آیت میں 'فی'، "عند" کے معنی میں ہے مطلب یہ ہوگا: القى الشيطان في قلوب الكفار عند تلاوة النبى (یعنی شیطان نے نبی کی تلاوت کے دوران میں کافروں کے دلوں میں ڈال دیا)۔

4. من گھڑت روایات کی تردید

جمہور مفسرین و محدثین کہ تفسیر کی رو سے اس بات کی تردید ہوتی ہے کہ شیطان رسول اللہ ﷺ کی زبان سے جو چاہتا نکلوا دیتا یعنی وحی الٰہی میں کسی بھی درجے کی کوئی خارجی آمیزش ہوتی۔ مگر بے سروپا، موضوع اور من گھڑت روایات کی بدولت لوگوں میں غلط مفہوم رواج پا گیا۔ حالانکہ کبار محدثین نے ان روایات کو بے اصل اور موضوع کہا ہے۔

5. واقعہ غرانیق: امام نوویؒ کی رائے

امام نوویؒ اس روایت کے بارے کہتے ہیں کہ یہ واقعہ عقلاً اور نقلاً ہر دو اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔

"لَا يَصِحُّ فِيهِ شَيْءٌ لَا مِنْ جِهَةِ النَّقْلِ وَلَا مِنْ جِهَةِ الْعَقْلِ لِأَنَّ مَدْحَ إِلَهٍ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى كُفْرٌ وَلَا يَصِحُّ نِسْبَةُ ذَلِكَ إِلَى لِسَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ"[2]

یعنی واقعہ غرانیق کے بارے جو روایات منقول ہوئی ہیں ان میں عقل اور نقل ہر دو اعتبار سے کوئی چیز صحیح نہیں کیونکہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے باطل معبود کی مدح کرنا کفر ہے اور رسول اللہ ﷺ کی جانب اس کی نسبت کرنا کسی طور پر بھی صحیح نہیں۔

مبحث دوم: روایت کی تخریج و تحقیق

روایت غرانیق العلی کو مختلف اسناد سے ابن جریر، ابن ابی حاتِم، اِبن المنذر، ابن مردویہ، ابن اسحاق، بن عقبہ اور ابو معشر وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ذیل میں ہم ان اسناد کا تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

1. تفسیر طبری میں روایت:

"حدثنا ابن بشار، قال: ثنا محمد بن جعفر، قال: ثنا شعبة ، عن أبي بشر، عن سعيد، قال : لما نزلت هذه الآية) :أَفَرَأَيْتُمُ اللاتَ وَالْعُزَّى (قرأها رسول الله ﷺ. فقال: تلك الغرانيق العلى، وإن شفاعتهن لترتجى. فسجد رسول الله ﷺ. فقال المشركون: أنه لم يذكر آلهتكم قبل اليوم بخير، فسجد المشركون معه، فأنزل الله: (وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلا نَبِيٍّ إِلا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ) ... إلى قوله: (عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ" حدثنا ابن المثنى، قال: ثنى عبد

[2] Nawawī, Muḥyī al-Dīn Yaḥyā ibn Sharaf. *Al-Minhāj Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim ibn al-Ḥajjāj* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1392 AH), 5:75.

الصمد، قال: ثنا شعبة، قال: ثنا أبو بشر، عن سعيد بن جُبير قال: لما نزلت:(أَفَرَأَيْتُمُ اللاتَ وَالْعُزَّى) ثم ذكر نحوه.حدثني محمد بن سعد، قال: ثني أبي، قال: ثني عمي، قال: أبي، عن أبيه، عن ابن عباس، قوله: (وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلا نَبِيٍّ إِلا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ) إلى قوله: (وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ) وذلك أن نبيّ الله ﷺ بينما هو يصلي، إذ نزلت عليه قصة آلهة العرب، فجعل يتلوها; فسمعه المشركون فقالوا: إنا نسمعه يذكر آلهتنا بخير، فدنوا منه، فبينما هو يتلوها وهو يقول: (أَفَرَأَيْتُمُ اللاتَ وَالْعُزَّى و مَنَاةَ الثَّالِثَةَ الأخْرَى) ألقى الشيطان:إن تلك الغرانيق العلى، منها الشفاعة ترتجى. فجعل يتلوها، فنزل جبرائيل فنسخها، ثم قال له: (وَماأَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِن رَسُولٍ و لا نَبِيٍّ إِلا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ) إلى قوله: (وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ)"[3].

یہ روایت سعید ابن جبیر کی سند سے موصولاً بیان ہوئی ہے جو صحیح نہیں ہے۔ طبری نے اس روایت کو زہری سے بھی روایت کیا ہے لیکن وہ مرسل ہے امام نحاسؒ کہتے ہیں کہ:

"قال أَبُو جَعْفَرٍ:وَهَذَا حَدِيث مُنْقَطِعٌ وَفِيهِ هَذَا الْأَمْرُالْعَظِيمُ"[4]

"یہ حدیث منقطع ہے، جس میں اس قدر عظیم معاملہ کا ذکر ہے۔"

اسی روایت کو امام بزار نے بھی اپنی مسند میں بیان کیا ہے، مسند بزار میں روایت ہے جسے امام ابن کثیرؒ نے سورۃ الحج کی آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ:

"وَقَدْ رَوَاهُ الْبَزَّارُ فِي مُسْنَدِهِ، عَنْ ابْنِ حَمَّادٍ، عَنْ أُمَيَّةَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ عبدالله ابْنِ عَبَّاسٍ -فِيمَاأَحْسَبُ الشَّكُّ فِي الْحَدِيثِ-أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قرأَ بِمَكَّةَ سُورَةالنَّجْمِ، حَتَّى انتهى إِلَى:﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللاتَ وَالْعُزَّى﴾،وَذَكَرَ بَقِيَّتَهُ"[5]

امام بزار نے اس کو بیان کرنے کے بعد خود ہی لکھتے ہیں کہ یہ صرف اسی سند سے متصل بیان کی جاتی ہے لیکن متصل نقل کرنے میں امیہ بن خالد منفرد ہے اس کی روایت تو کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس نقل کی جاتی ہے ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

"ثُمَّ قال الْبَزَّارُ: لَا يُرْوَى مُتَّصِلًا إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ، تَفَرَّدَ بِوَصْلِهِ أُمَيَّةُ، وَهُوَ ثِقَةٌ مَشْهُورٌ. وَإِنَّمَا يُرْوَى هَذَا مِنْ طَرِيقِ الْكَلْبِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ عبدالله ابْنِ عَبَّاس"[6]

ابن کثیر ابن ابی حاتم کی روایت کی سند بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ سند بھی مرسل ہے:

"ثُمَّ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، وَعَنِ السُّدِّيِّ، مُرْسَلًا. وَكَذَا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، وَمُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، مُرْسَلًا أَيْضًا"[7]

---

[3] Ṭabarī, Abū Ja'far Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmi' al-Bayān 'an Ta'wīl Āy al-Qur'ān* (Makkah: Dār al-Tarbiyya wa al-Turāth), 18:666.
[4] Naḥḥās, Abū Ja'far Aḥmad ibn Muḥammad. *Al-Nāsikh wa al-Mansūkh* (Kuwait: Maktabat al-Falāḥ, 1408 AH), p. 571.
[5] Ibn Kathīr,*Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm*, 5:442.
[6] Ibn Kathīr,*Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm*, 5:442.
[7] Ibn Kathīr, *Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm*,5:442.

اس روایت کو ابن ابی حاتم نے ابن ابی عالیہ اور سدی سے مرسل طور پر روایت کیا ہے اسی طرح ابن جریر نے بھی محمد بن کعب القرظی اور محمد بن قیس سے مرسل روایت کیا ہے۔

قصہ غرانیق کے حوالے سے تیسری روایت طبری نے محمد بن کعب اور ابن قیس کے واسطے سے نقل کی ہے لیکن اس کے راویوں میں ابو معشر بن عبد الرحمن سندی ہے جو ضعیف ہے۔ تقریب میں ابو معشر نجیح بن عبد الرحمان سندی کی تضعیف موجود ہے۔ روایت کی سند یوں بیان ہوئی ہے:

"حدثنا القاسم، قال: ثنا الحسين، قال: ثنا حجاج، عن أبي معشر، عن محمد بن كعب القرظي ومحمد بن قيس قالا جلس رسول الله ﷺ في ناد من أندية قريش كثير أهله، فتمنى يومئذ أن لا يأتيه من الله شيء فينفروا عنه، فأنزل الله عليه"[8]

طبری نے ضحاک سے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

"حدثتُ عَنِ الْحُسَيْنِ قال: سَمِعْتُ أَبَا مُعَاذٍ يَقولُ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدقال: سَمِعْتُ الضَّحَّا ك يَقُولُ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِن رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ﴾ الْآيَةَ: «أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ بِمَكَّةَ، أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي آلِهَةِ الْعَرَبِ،فَجَعَلَ يَتْلُواللَّاتَ وَ الْعُزَّى، وَيُكْثِرُتَرْدِيدَهَافَسَمِعَ أَهْلُ مَكَّةَ نَبِيَّ اللَّهِ يَذْكُرُ آلِهَتَهُمْ،ففرِحُوا بِذَلِك،وَدَنَوْا يَسْتَمِعُونَ، فَأَلْقى الشَّيْطَانُ فِي تِلَاوَةِ النَّبِيِّ ﷺ: «تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلَى، مِنْهَا الشَّفَاعَةُ تُرْتَجَى»فقرأَهَاالنَّبِيُّ ﷺ كَذَلِكَ،فَأَنْزَلَ اللَّه عَلَيْهِ: وَمَا ارْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ ...إِلَى: وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ"[9]

لیکن یہ سند ضعیف منقطع اور مرسل ہے۔ ضحاک سے مراد ابن مزاحم بلالی خراسانی ہے جو کثیر الارسال ہے بلکہ کہا گیا ہے کہ کس بھی صحابی سے اس کا سماع ثابت نہیں ہے۔ اس کے مزید راوی سلیمان بن ارقم بصری اور ابن الخیاط ہیں۔ تقریب کی صراحت کے مطابق سلیمان بن ارقم ضعیف ہے۔ اسی طرح ابن الحیاط ضعیف اور متروک ہے۔ پھر طبری کے شیخ اس میں مجہول ہیں جس طرح شیخ البانی نے اس کی وضاحت کی ہے(أبو صالح ويعرف بابن الخياط والبغدادي، وهو ضعيف متروك)۔[10]

ابن سعد نے محمد بن فضالہ اور مطلب بن عبد اللہ حنطب سے بھی روایت نقل کی ہے۔ روایت ایسے ہے:

" أخبرنا محمد بن عمر قال:حدثني ابن محمد بن فضالة عن أبيه قال: وحدثني كثير بن زيد عن المطلب(بن عبد الله بن حنطب)قالا: رأى رسول اللهﷺ، من قومه كفّاعنه فجلس خاليًافتمنى فقال:ليته لاينزل علي شيء ينفرهم عني! وقارب رسول اللهﷺقومه ودنامنهم ودنوامنه،فجلس يومًامجلسًافي نادمن تلك الأندية حول الكعبة فقرأ عليهم: والنجم إذا هوى حتى إذا بلغ: أرأيتم اللات والعزى ومناة الثالثة الأخرىألقى الشيطان كلمتين على لسانه: تلك الغرانيق العلى، وإن شفاعتهن لترتجى،فتكلم رسول اللهﷺبهماثم مضى فقرأ السورة كلها وسجد وسجد القوم جميعًا ورفع الوليد بن المغيرة ترابًا إلى جبهته فسجد عليه، وكان شيخًا كبيرًا لا يقدر على السجود، ويقال: إن أبا أحيحة سعيد بن العاص أخذ ترابًا فسجد عليه رفعه إلى جبهته، وكان شيخًا كبيرًا، فبعض الناس يقول إنما الذي رفع التراب الوليد، وبعضهم

---

[8] Ṭabarī, *Jāmiʿ al-Bayān ʿan Taʾwīl Āy al-Qurʾān* 18:663.
[9] Ṭabarī, *Jāmiʿ al-Bayān ʿan Taʾwīl Āy al-Qurʾān* 18:608.
[10] Al-Albānī, Muḥammad Nāṣir al-Dīn. *Naṣb al-Majāniq li-Nasf Qiṣṣat al-Gharānīq* (Beirut: Al-Maktab al-Islāmī, 1417 AH), p. 28.

يقول أبو أحيحة، وبعضهم يقول كلاهماجميعًا فعل ذلك، فرضوا بما تكلم به رسول الله، ﷺ، وقالوا: قد عرفنا أن الله يحيي ويميت ويخلق ويرزق، ولكن آلهتنا هذه تشفع لنا عنده، وأما إذ جعلت لها نصيبًا فنحن معك، فكبر ذلك على رسول الله من قولهم حتى جلس في البيت، فلما أمسى أتاه جبريل، فعرض عليه السورة، فقال جبريل: جئتك بهاتين الكلمتين فقال رسول الله، ﷺ: قلت على الله ما لم يقل، فأوحى الله إليه:وإن كادوا ليفتنونك عن الذي أوحينا إليك لتفتري علينا غيره وإذًا لأتخذوك خليلًا؛ إلى قوله:ثم لا تجد لك علينا نصيرًا."[11]

اس روایت کی سند انتہائی ضعیف ہے کیونکہ یہ 'مرسل' ہے اور اس میں واقدی ہے مطلب بن عبد اللہ بن حنطب کثیر الارسال ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ اس کی عام روایتیں مرسل ہوتی ہیں۔

" قال أبو حاتم: عامةُ روايته مرسل "[12]

تقریب میں ابن حجر کہتے ہیں کہ وہ کثیر التدلیس اور مرسل روایتیں بیان کرنے والا ہے۔

"فالمطلبُ:صدوقٌ كثيرُ التدليسِ والإرسالِ"[13]

نحاس کے نزدیک یہ روایت اسناد کے لحاظ سے منکر ہے۔[14]

اس روایت کے اور بھی طرق ہیں لیکن کوئی بھی ضعف سے خالی نہیں۔ شیخ البانی نے ایک مستقل رسالہ "نصب المجانیق لنسف قصۃ الغرانیق" میں اس روایت کے تمام طرق نقل کیے ہیں اور ہر روایت کی سند پر بحث کی ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ یہ روایت اسناد کے لحاظ سے ثابت نہیں۔

مبحث سوم: محدثین ومفسرین کا قصہ غرانیق کی روایات پر آراء کا تجزیہ

جمہور محدثین ومفسرین کے نزدیک یہ روایت موضوع ومن گھڑت ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کو کثرت طرق کی بنا پر اس کی کچھ نہ کچھ اصل کے ہونے کا موقف اختیار کیا ہے۔ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس واقعے کے بارے میں جتنی بھی روایات منقول ہوئی ہیں اس کی سندوں میں سے کچھ سندیں ضعیف ہیں اور کچھ منقطع لیکن چونکہ یہ ایک سے زیادہ سندوں سے روایت ہوا ہے لہٰذا اس کی کچھ نہ کچھ اصل تو ہے اور کہتے ہیں کہ اس کی دو سندیں مرسل ہیں جن کے راوی صحیحین کی شرطوں پر پورا اترتے ہیں ایک طبری نے روایت کی جو یونس بن یزید سے اور وہ بن شہاب زہری سے روایت کرتے ہیں اور ایک سند معتمر بن سلیمان سے اور وہ حماد بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

" وَكُلُّهَا سِوَى طَرِيقِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ إِمَّا ضَعِيفَ وَإِلا مُنْقطِعٌ لَكِنْ كَثْرَةُ الطُّرِقِ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ لِلْقصَّةِ أَصلًا مَعَ أَنَّ لَهَا طَرِيقَيْنِ آخَرَيْنِ مُرْسَلَيْنِ رِجَالُهُمَا عَلَى شَرْطِ الصَّحِيحَيْنِ أَحَدُهُمَا مَا أَخْرَجَهُ الطَّبَرِى من طَرِيقِ يُونُسَ بْنِ يزيد عَن بن شِهَابٍ حدثني أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بن هِشَامٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَالثَّانِى مَا أَخْرَجَه أَيْضا مِنْ طَرِيق الْمُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَحَمَّادِ"[15]

---

[11] Ibn Sa'd. *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā* (Beirut: Dār Ṣādir, 1968), 1:204.
[12] *Dīwān al-Sunnah*, Majmū'at min al-Bāḥithīn. 15:395.
[13] al-Taqrīb, 6710
[14] Al-Albānī, *Naṣb al-Majāniq li-Nasf Qiṣṣat al-Gharānīq*, p.31.
[15] Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī. *Fatḥ al-Bārī* (Beirut: Dār al-Ma'rifah), 8:439.

امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

"قَدْ ذَكَرَ كَثِيرٌ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ هَاهُنَا قصَّةَ الغَرَانيق، وَمَا كَانَ مِنْ رُجُوعِ كَثِيرٍ مِنَ الْمُهَاجِرَةِ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، ظَنا مِنْهُمْ أَنَّ مُشْرِكِي قُرَيْشٍ قَدْ أَسْلَمُوا. وَلَكِنَّهَا مِنْ طُرُقٍ كُلُّهَا مُرْسَلَةٌ، وَلَمْ أَرَهَا مسندة من وجه صحيح، والله أعلم"

"بہت سے مفسرین نے یہاں غرانیق کا قصہ بیان کیا ہے لیکن اس کی تمام سندیں مرسل ہیں۔ مجھے اس کی کوئی صحیح سند دکھائی نہیں دی۔"[16]

قاضی عیاضؒ نے اس قصے پر کئی اعتراضات کیے ہیں۔ وہ کہتے ہی "پہلا اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث کو صحت کے معیار پر پورا اترنے والے کسی محدث نے نقل نہیں کیا، اور نہ ہی اسے کسی ثقہ اور معتبر راوی نے محفوظ اور متصل سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے تمام راوی ضعیف ہیں، سندیں غیر مستحکم ہیں، اور الفاظ مختلف ہیں۔ ایسی روایات میں وہی مفسرین و مؤرخین دلچسپی رکھتے ہیں جو عجیب و غریب باتوں کو نقل کرنے کے شوقین ہوتے ہیں اور اپنی کتابوں میں ہر صحیح اور ضعیف روایت درج کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ جن مفسرین و تابعین سے یہ قصہ نقل ہوا، ان میں سے کسی نے بھی اسے کسی صحابی کی طرف منسوب نہیں کیا، اور ان سے منقول زیادہ تر سندیں بھی ضعیف اور ناقابلِ اعتماد ہیں۔""[17]

حافظ بدر الدین عینی اس موضوع پر حافظ ابن حجر عسقلانی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض اور ابن عربی نے اس روایت کو رد کیا ہے، اور یہی بات نبی کریم ﷺ کی جلالتِ قدر اور عظمتِ شان کے شایانِ شان ہے۔ کیونکہ ان کلماتِ کفریہ کے صدور سے آپ ﷺ کی زبان کی عصمت، نزاہت اور براءت دلائلِ قویہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ اس بات سے پاک ہیں کہ آپ کے قلب یا زبان سے ایسی کوئی بات صادر ہو، یا شیطان کو آپ پر غلبہ حاصل ہو، یا آپ اللہ تعالیٰ کی طرف کسی غلط بات کو جان بوجھ کر یا سہواً منسوب کریں۔ یہ عقلی اور نقلی دلائل کے مطابق محال ہے۔ اور اگر بالفرض ایسا ہوتا تو بہت سے مسلمان مرتد ہو جاتے، جب کہ ایسی کوئی بات منقول نہیں ہے۔ مزید یہ کہ اگر یہ واقعہ پیش آتا تو صحابہ سے یہ حقیقت پوشیدہ نہ رہتی۔[18]

علامہ کرمانی کہتے ہیں کہ یہ روایت باطل ہے اور روایت عقل اور نقل ہر اعتبار سے باطل ہے۔ کیونکہ مشرکین کے معبودوں کی تعریف بیان کرنا کفر ہے اور نبی کریم ﷺ کی طرف اس کی نسبت کیسے درست ہو سکتی ہے۔[19]

شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ کہ عقلاً اور نقلاً یہ روایت باطل اور اس کے باطل ہونے کی کثیر وجوہات ہیں اور یہ روایت موضوع ہے۔[20]

قاضی ابن العربی نے اس قصے کے بطلان کو ثابت کرنے کے لیے متعدد وجوہات پیش کی ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نبی کے پاس وحی لے کر فرشتہ بھیجتا ہے تو اس کے ساتھ ایک ایسا علم بھی عطا کرتا ہے جس سے نبی پہچان لیتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو نبی کو کیسے یقین ہو گا

---

[16] Ibn Kathīr, *Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm*, 3:229

[17] Qāḍī ʿIyāḍ. *Al-Shifā' li-Taʻrīf Ḥuqūq al-Muṣṭafá* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah), 2:750.

[18] ʿAynī, Maḥmūd ibn Aḥmad. *ʿUmdat al-Qārī fī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Cairo: Idārat al-Ṭibā'ah al-Munīr, 1348 AH), 9:66.

[19] Al-Kirmānī, Badr al-Dīn Maḥmūd ibn Aḥmad. *Sharḥ al-Kirmānī* (Cairo: Maktabat al-Salafīyah), 6:153.

[20] *Aṣhāʻat al-Lamaʻāt* (Lucknow: Nuṣrat al-Muṭābi'), 3:32.

کہ یہ اللہ کی وحی ہے؟ لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ شیطان آکر کچھ کلمات پڑھے اور نبی کو اس کا علم نہ ہو۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اہلِ اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو کفر و شرک سے معصوم رکھا ہے۔ اور جو شخص یہ گمان کرے کہ نبی ﷺ کسی لمحے کے لیے بھی کفر کے مرتکب ہو سکتے ہیں، وہ خود اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ بتوں کی تعریف کرنا اور ان کو شفاعت کرنے والا کہنا کفر ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ہم، جو امت محمدیہ ﷺ کا ادنیٰ حصہ ہیں، ان کلمات کو کفریہ سمجھتے ہیں، تو نبی کریم ﷺ، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت عطا کی ہے، ان کلمات کے کفر سے کیسے غافل ہو سکتے ہیں؟ علامہ ابن العربی نے ان کے علاوہ بھی کئی وجوہات بیان کیں اور آخر میں یہ فرمایا کہ یہ تمام روایات باطل ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔[21]

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں کہ اس قسم کے واقعے سے نبی کریم ﷺ کی عصمت اور نزاہت پر دلیل قائم ہوتی ہے، اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ اس سے پاک ہیں کہ آپ کے دل یا زبان پر ایسی کوئی چیز جاری ہو، چاہے وہ عمداً ہو یا سہواً۔ نہ ہی یہ ممکن ہے کہ شیطان کو کسی بھی طرح آپ پر غلبہ حاصل ہو، یا آپ اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی غلط بات منسوب کریں۔ عقل کے اعتبار سے بھی یہ واقعہ محال ہے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو کثیر تعداد میں مسلمان مرتد ہو جاتے، لیکن ایسی کوئی بات منقول نہیں ہے۔ مزید یہ کہ آپ ﷺ کے قریب رہنے والے مسلمانوں سے یہ بات پوشیدہ نہ رہتی۔[22]

شیخ شیخ البانی نے ایک رسالہ بعنوان "نَصبِ المَجَانِيقِ لِنَسفِ قِصَّةِ الغَرَانِيقِ" تحریر کیا، جس میں اُنہوں نے اس قصے کی تمام سندیں جمع کرنے کے بعد اُنہیں ضعیف اور باطل قرار دیا۔ البانی نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ اس قصے میں کچھ مُرسَل روایات ایسی ہیں جن کی سندیں آخری راوی تک صحیح ہیں۔ اس پہلو میں وہ حافظ ابن حجرؒ سے اتفاق کرتے ہیں، لیکن اُن کا نتیجہ ابن حجرؒ سے مختلف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک سندوں کی کثرت اور مختلف مَخرج ہونے کی وجہ سے یہ آثار اور مرسل روایات قوی اور معتبر بن جاتی ہیں۔ وہ یہ رائے رکھتے ہیں کہ جب روایات کی سندیں مختلف ہوں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ان کی کوئی نہ کوئی بنیاد ضرور موجود ہے۔ اُن کے مطابق، اس قصے کی مرسلات میں سے تین ایسی ہیں جن کی سندیں صحیح بخاری کی شرط پر پوری اُترتی ہیں، اور یہ مراسیل اتنی مضبوط ہیں کہ مُرسَل روایت سے دلیل لینے والے محدثین تو ان سے استدلال کریں گے ہی، لیکن جو محدثین مُرسَل کو حجت نہیں سمجھتے، وہ بھی ان سے استدلال کریں گے کیونکہ ان میں باہمی تقویت پائی جاتی ہے۔ اس کے برعکس، علامہ البانی کا کہنا ہے کہ سندوں کی کثرت کی بنا پر حدیث کا قوی ہو جانا غیر مشروط اور لازمی نہیں۔ اُنہوں نے اس سلسلے میں دلائل بھی پیش کیے اور آخر میں اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ مُرسَل روایات قابلِ حجت نہیں ہیں کیونکہ ان کے نزدیک ان روایات کو ایک دوسرے سے کوئی تقویت حاصل نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اَعظمی نے اس مسئلے پر شیخ البانی پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ خود البانی نے ابن تیمیہؒ سے مُرسَل روایت کی حجیت کے حوالے سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر مُرسَل روایت دو مختلف سندوں سے آرہی ہو، اور ان دونوں راویوں کے اساتذہ و شیوخ مختلف ہوں، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ روایت سچی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا کہ ثقہ راوی ایک جیسی غلطی کریں یا دونوں جان بوجھ کر ایک جیسے جھوٹ کی روایت کریں۔[23]

---

[21] Ibn ʿArabī. *Aḥkām al-Qur'ān* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah), 3:303.
[22] Aynī, Maḥmūd ibn Aḥmad. ʿUmdat al-Qārī fī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Cairo: Idārat al-Ṭibā'ah al-Munīr, 1348 AH), 19:24.
[23] Arwa ibn al-Zubayr. *Maghāzī Rasūl Allāh* (Medina: Al-Maktab al-Islāmī), p. 107.

بعض محققین نے البانیؒ پر اس اصول کی پیروی کرنے پر اعتراض کیا ہے، لیکن یہ اصول البانی کے اپنے ذہن کی پیداوار نہیں ہے، بلکہ اُنہوں نے اس سلسلے میں امام شافعیؒ کی رائے پر اعتماد کیا ہے۔ امام شافعیؒ کے بعد کئی ایک محققین، مثلاً ابن تیمیہؒ اور امام نوویؒ وغیرہ نے بھی اس کو درست سمجھا ہے۔

علامہ سیوطی نے لکھا کہ اگر کسی مرسل روایت کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ یہ یا اس جیسی کوئی روایت کسی اور سند سے بھی یا متصل طور پر نقل کی گئی ہے اور اس دوسری سند کے شیوخ پہلی سند سے مختلف ہوں تو وہ روایت صحیح ہو گی۔[24] امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب **"الرسالہ "** میں اس کی صراحت کی ہے، تاہم انہوں نے یہ قید لگائی ہے کہ وہ مرسل روایت کسی کبیر تابعی کی ہو اور وہ تابعی ہمیشہ ثقات ہی سے مرسل روایت کرتا ہو اور اگر دوسرے حفاظ اور معتبر راوی اس کے ساتھ کسی روایت میں شریک ہوں تو وہ اس کی مخالفت نہ کرتے ہوں۔ ایسی روایت کی قوت اس وقت مزید بڑھ جائے گی جب وہ کسی صحابی کے قول کے مطابق ہو یا جمہور علماء کا فتویٰ اس کی تائید کرتا ہو۔ اگر مذکورہ شرائط میں سے کوئی شرط نہیں پائی جائے تو مرسل روایت قبول نہیں ہو گی۔ اس میں شک نہیں کہ ان تمام شرائط کا اس مزعومہ قصے میں پایا جانا ممکن نہیں۔ اس لیے حافظ ابن حجرؒ کا ان مرسل روایات کو قوی قرار دینا محض ان کا تسامح ہے۔

دکتور ابو شہبہ نے حافظ ابن حجر کی اس بات کا جواب دیا ہے جو انہوں نے **فتح الباری** میں لکھی اور علامہ سیوطی وغیرہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: جمہور محدثین نے مرسل کو قابل حجت نہیں سمجھا اور اسے ضعیف کی ایک قسم قرار دیا ہے کیونکہ ممکن ہے محذوف راوی صحابی نہ ہو۔ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے وہ ثقہ یا غیر ثقہ یا دوسری صورت میں کذاب بھی ہو۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے یہی حقیقت یوں بیان کی ہے: 'مرسل روایت ہمارے اور محدثین کے نزدیک حجت نہیں۔'[25] ابن الصلاح نے لکھا: 'یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ مرسل کو دلیل بنانا صحیح نہیں اور وہ ضعیف ہے۔ اسی پر جمہور حفاظِ حدیث کا اتفاق ہے اور یہ بات انہوں نے اپنی کتابوں میں بھی بیان کی ہے۔ مرسل کو بطور دلیل لینا امام مالک، امام ابو حنیفہؒ اور ان کے متبعین کا مذہب ہے۔ کچھ اور لوگ بھی ان کے ساتھ ہیں۔ امام شافعیؒ چند شرائط کے ساتھ مرسل کو دلیل بناتے ہیں۔ وہ شرائط امام شافعیؒ نے کتاب **'الرسالہ '** میں بیان کی ہیں۔[26]

مبحث چہارم: قصہ غرانیق ازروئے عقل بھی باطل اور مشرکین کا سجدہ کرنا اور اس کا سبب

1. قصہ غرانیق ازروئے عقل بھی باطل

اگر اس کو سنداً درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی یہ قصہ باطل ہے اور اس کی کوئی دینی حیثیت نہیں ہو گی حتیٰ کہ شاذ روایت جس کو بیان کرنا والا راوی ثقہ اور معتبر ہوتا ہے لیکن چونکہ وہ اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرتا ہے تو اس وجہ سے اس کی روایت شاذ ہو جاتی ہے اور شاذ روایت کو قبول نہیں کیا جاتا۔ لیکن یہ واقعہ تو کسی ثقہ راوی سے بھی مروی نہیں بلکہ دیگر صحیح روایات میں اس واقعہ کا کوئی ذکر نہیں۔

اس قصے کے غیر معتبر اور ضعیف ہونے کے لیے اتنی بات ہی کافی ہے کہ اس کی بنیاد متضاد روایات ہیں جن میں شدید اضطراب ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ نماز کی حالت میں دوران قراءت ہوا اور دوسری روایت میں کہ یہ حالت نماز کی بجائے ویسے دوران تلاوت ہوا۔ تیسری روایت میں ہے کہ یہ الفاظ غلطی سے ادا ہوئے اور چوتھی روایت میں کہ شیطان نے ادا کروا دیئے۔ اسی طرح ایک روایت میں اونگھ کہ وقت نبی ﷺ

[24] Ṣuyūṭī, Jalāl al-Dīn. *Tadrīb al-Rāwī fī Taqrīb al-Nawāwī* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah), 1:198–199.
[25] Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpur: Dār al-Khilāfah al-Ilmīyah, 1330 AH), 1:30.
[26] Ibn al-Ṣalāḥ. *Muqaddimah Ibn al-Ṣalāḥ*, p. 58.

نے ان الفاظ کو پڑھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے نماز کے سکتے کے دوران شیطان نے یہ الفاظ پڑھے لیکن لوگوں نے انھیں آپ ﷺ کے الفاظ خیال کیا۔ اسی طرح "تلک الغرانیق العلیٰ" کے الفاظ متعدد روایات میں اختلاف کے ساتھ وارد ہوئے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اس سے متعلق جتنی بھی روایات ہیں شدید مضطرب ہیں۔

عربی زبان وبیان کے لحاظ سے بھی یہ قصہ محل نظر ہے۔ شیخ ابو شہبہ نے اس واقعے کی تردید کے لیے محمد عبدہ کی روائے بھی نقل کی ہے۔ شیخ عبدہ نے کہا: "عربی نظم ونثر میں کہیں بھی معبودوں کو غرنیق کے طور پر نہیں ذکر کیا گیا۔ عربی خطبوں میں بھی ایسا کوئی تذکرہ موجود نہیں ہے، اور نہ ہی یہ کسی سے منقول ہے کہ یہ الفاظ اس معنی میں ان کی زبان پر جاری ہوئے ہوں۔ معجم یاقوت میں یہ بات بغیر کسی سند کے ذکر کی گئی ہے۔ لغت میں معروف یہ ہے کہ غُرنُوق، غِرنُوق، یا غُورِنیق ایک پانی میں رہنے والے سیاہ یا سفید پرندے کا نام ہے، اور اس کا ایک اور معنی خوبصورت سفید رو جوان بھی ہے۔ اس کے مزید کئی معانی ہیں، مگر ان میں سے کوئی بھی معنی الوہیت سے میل نہیں کھاتا، تاکہ انہیں معبودوں کے لیے استعمال کیا جاسکے اور پھر اسے فصیح بھی کہا جاسکے۔"[27]

2. مشرکین کا سجدہ کرنا اور اس کا سبب

صحیح بخاری اور دیگر روایات میں یہ بات آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سورہ النجم کی تلاوت فرمائی اور سورہ کے اختتام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور مسلمانوں نے سجدہ کیا تو ساتھ مشرکین نے بھی سجدہ کیا۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ مشرکین کے سجدہ کرنے کی وجہ کیا تھی؟ یا تو واقعہ غرانیق ہوا ہے اس میں ان کے بتوں کی تعریف وتوصیف کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ انھون نے بھی سجدہ کیا لیکن اگر واقعہ غرانیق نہیں ہوا جس طرح روایات سے پتہ چلتا ہے کہ واقعہ کی کوئی اصل نہیں تو پھر مشرکین نے کیوں سجدہ کیا۔ اس میں اصل بات یہ ہے کہ یہ مکمل سورۃ اور خصوصی طور پر اس کی آخری آیات ایسی رعب جلال اور دل دہلا دینے والی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی تلاوت کی تو مشرکین بے اختیار سجدے میں گر پڑے۔ حتیٰ کہ امیہ بن خلف جو بہت بوڑھا ہو چکا تھا اس نے بھی کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھائی اور اسی پر سر رکھ دیا۔[28]

خلاصہ بحث

واقعہ غرانیق کی روایات کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لینے کے بعد یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ روایات نہ صرف اسناد کے اعتبار سے کمزور ہیں بلکہ متن کے اعتبار سے بھی ناقابل قبول ہیں۔ جمہور محدثین اور مفسرین نے ان روایات کو موضوع اور بے بنیاد قرار دیا ہے۔ اس تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی رسالت شیطانی مداخلت سے پاک تھی اور قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ یہ تحقیق ایک بار پھر امت کو اس بات کی یاد دہانی کراتی ہے کہ تاریخی واقعات کا مطالعہ ہمیشہ مستند ذرائع اور علمی دیانتداری کے ساتھ کیا جائے تاکہ دین کی حقانیت اور نبوی مشن کی پاکیزگی محفوظ رہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

[27] Ṣallābī, ʿAlī Muḥammad. *Al-Sīrah al-Nabawiyyah fī Ḍaw' al-Qur'ān wa al-Sunnah* (Beirut: Dār al-Maʿrifah), 1:367.
[28] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Medina: Dār al-Ṭibaʿah), 4862.

* Muslim ibn Ḥajjāj, Abū al-Ḥusaīn, al-Qushīrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishā pūr: Dār al-Khilāfā Al-ʿIlmīya, 1330 AH).
* Nawawī, Muḥyī al-Dīn Yaḥyā ibn Sharaf. *Al-Minhāj Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim ibn al-Ḥajjāj* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1392 AH).
* Ṭabarī, Abū Ja'far Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmi' al-Bayān 'an Ta'wīl Āy al-Qur'ān* (Makkah: Dār al-Tarbiyya wa al-Turāth).
* Naḥḥās, Abū Ja'far Aḥmad ibn Muḥammad. *Al-Nāsikh wa al-Mansūkh* (Kuwait: Maktabat al-Falāḥ, 1408 AH).
* Ibn Kathīr. *Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah).
* Ibn Sa'd. *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā* (Beirut: Dār Ṣādir, 1968).
* Ṣuyūṭī, Jalāl al-Dīn. *Tadrīb al-Rāwī fī Taqrīb al-Nawāwī* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah).
* Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī. *Fatḥ al-Bārī* (Beirut: Dār al-Ma'rifah).
* Al-Albānī, Muḥammad Nāṣir al-Dīn. *Naṣb al-Majāniq li-Nasf Qiṣṣat al-Gharānīq* (Beirut: Al-Maktab al-Islāmī, 1417 AH).
* Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Medina: Dār al-Ṭiba'ah).